ذکرِ مصحفی

(جناب نثار احمد صاحب فاروقی۔ یونیورسٹی لائبریری۔ دہلی)

(۶)

مصحفی نے زماں کا یہ مطلع لکھا ہے:

عارض ہے گل کا صاف ولیکن جھلک نہیں
نرگس کی چشم ہے پہ کٹیلی پلک نہیں[۱]

---

[۱] مصحفی: تذکرۂ ہندی/ ۱۱۰۔ لیکن قدرت اللہ شوق نے تذکرہ "طبقات الشعراء" (قلمی) میں لکھا ہے:

"خلیفہ چندا، ساکن بلدہ امروہہ، مردے است درویش سیرت، مسکین صورت، خوش اخلاق، شعر فارسی و ہندی بطور صوفیانہ می گوید۔ چند ابیات بہ زبانی او بسمع رسیدہ از دست:

عارض تو گل کے صاف ہیں لیکن چمک نہیں نرگس کے چشم ہے پہ کٹیلی پلک نہیں

(طبقات الشعراء (قلمی) مخزونہ کتب خانۂ آصفیہ حیدر آباد دکن۔ نمبر داخلہ ۲۴۱۴۔ فن تذکرہ نمبر ۴۔ مکتوبہ ۱۰ رجب ۱۲۰۱ھ / ورق ۲۷۵۔ ب)

زماں کے بارے میں شوق لکھتا ہے: "سید محمد زماں ساکن بلدہ امروہہ، شاعریست فارسی گو، بسیار خوش فکر و خوش گفتگو، گاہے بتقریبے یک دو فرد ریختہ از ذہادری می شود بزبانی ...۔ میاں فیض علی کہ برادر زادۂ اوست چند اشعار متفرقہ بسمع رسیدہ۔ یک مطلع از و بتحریر می آید۔ سہ

دل تجھ سے جدا ہو کے زناخوں کے پڑا بس میں اب کیوں نہ پریشاں ہو، ہر لکھے و ہر رستے

اگرچہ دریں مطلع در قافیہ نقصانِ صریح است (ورق ۲۶۱۔ الف) اما آنچوں محاورہ درست لہٰذا ازیں سبب معاف داشتہ شد۔" (طبقات الشعراء / ورق۔ ۲۶۰۔ ب تا ۲۶۱۔ الف) (باقی حاشیہ صفحہ ۱۲۵ پر)

امانی یا امانی | محمد حسین آزاد نے آبِ حیات میں لکھا ہے:

"شیخ موصوف نے لکھنؤ میں صدہا شاگرد کیے، مگر اب تک یہ کسی تذکرے سے نہیں ثابت ہوا کہ وہ خود کس کے شاگرد تھے"[۱]

(بقیہ حاشیہ ص ۲۴۹) غالباً یہی فیض علی ہیں جنھوں نے بتاریخ ۶ رجب بروز پنجشنبہ وقت سہ پہر ۱۲۰۱ھ طبقات الشعراء کا نسخہ نقل کیا ہے۔ وہ مولف تذکرہ سے اختصاصی تعلقات رکھتے تھے۔ جو شعر تذکرۂ ہندی میں زماں کے نام سے درج ہے وہ طبقات میں خیدا سے منسوب کیا گیا ہے اگر وہ زماں ہی کی تصنیف ہوتا تو وہ شوق کو ضرور اس کی طرف توجہ دلاتے۔ میرا خیال ہے کہ شعر زیر بحث "نرگس کے آنکھ ہے الخ" زماں کا نہیں، اس کا مصنف خلیفہ خیدا ہی ہو سکتا ہے۔ شوق نے اس غزل کا دوسرا شعر بھی لکھا ہے ؎

نسبت نہ دو گہر کو مرے آنسوؤں کے ساتھ   ہر چند آبدار ہے، ایسی ڈلک نہیں

(ورق ۲۷۶ - الف)

زماں کے دو فارسی شعر منقبت حضرت علیؑ میں یہاں درج کرنے کے قابل ہیں۔ مولانا محمد عبادت کلیم امروہوی کا بیان ہے کہ ان کا مصنف زماں ہے ؎

اے بہ فصاحت، وے بہ سخاوت، وے بہ شجاعت نام تو افسر
بر سرِ منبر، بر لبِ کوثر، بر درِ خیبر، در ہمہ دفتر
از تو بلرزد، از تو بلرزد، از تو بلرزد، از تو بلرزد
قصرِ فریدوں، گنبدِ گردوں، خمِ فلاطوں، سدِ سکندر

زماں کے لیے ملاحظہ ہوں: (۱) اسپرنگر: یادگار شعرا (اردو ترجمہ از طفیل احمد) شائع کردہ ہندستانی اکیڈمی الہ آباد ۱۹۲۳ء / ۱۰۴۔

(۲) قدرت اللہ قاسم: مجموعۂ نغز (مرتبہ محمود شیرانی) لاہور ۱۹۳۳ء جلد اول / ۲۸۵۔

(۳) شیفتہ: گلشنِ بے خار نولکشور ۱۹۱۰ء / ۹۳

۱؎ آزاد: آبِ حیات / ۳۱۱۔

اس کے بعد حاشیے میں اضافہ کرتے ہیں:

"سراپا سخن میں لکھا ہے کہ امانی کے شاگرد تھے"۔

بعد میں آزاد کی تقلید کرنے والوں نے ہر جگہ امانی ہی لکھ دیا ہے اور اب یہ غلطی عام ہو چکی ہے حتیٰ کہ مولوی امیر احمد علوی مرحوم نے اس میں اپنی طرف سے "میر" کا اضافہ کر کے اُسے خلعتِ سیادت بھی عطا کر دیا[۵] اور پھر قیاس آرائی کے جوہر یوں دکھائے ہیں:

تذکرۂ سراپا سخن میں ہے کہ مصحفی میر امانی کے شاگرد تھے (۱) لیکن یہ روایت بھی پایۂ اعتبار سے ساقط ہے (۲) امانی تخلص، "میر امانی" نام، خواجہ آثمؔ[۶] مرثیہ گو کے فرزند ۱۱۸۱ھ تک دلّی میں تھے۔ اس کے بعد مرشد آباد چلے گئے اور وہیں ۱۱۸۷ھ میں انتقال کیا (۳)۔ مصحفی کم سنی میں تحصیلِ علم کے لیے دلّی آگئے تھے (۴) اس لیے ممکن ہے کہ اُنھوں نے میر امانی کو دیکھا ہو۔ شاہجہاں آباد میں ایک امانی اور بھی تھے جن کا ایک شعر شیفتہ نے گلشنِ بے خار میں نقل کیا ہے (۵) مگر ان امانی کا نام تک

---

[۵] نگار: مصحفی نمبر/۱۳، [۶] میر نے ان کا نام خواجہ برہان الدین اور تخلص عاصی لکھا ہے ملاحظہ ہو: نکات الشعرا (طبع ثانی)/۱۱۸: تذکرۂ مسرت افزا (مشمولہ معاصر) میں میر برہان الدین آثمؔ (ص ۲۳) اور دوسری جگہ خواجہ برہان الدین عاصی (عاصی ؟) درج ہے (ص ۱۳۲)۔ گلزارِ ابراہیم، مرتبہ ڈاکٹر زور (۱۹۳۴ء)/۳۰ میں بھی خواجہ برہان الدین آثمؔ لکھا گیا ہے۔ مؤلفِ تذکرہ کو ان کے اشعار "میر حاجی خلف خواجہ مذکور" سے ملے تھے۔

فتح علی حسینی (تذکرہ ریختہ گویاں/۱۰۵) اور محمد قائم (مخزن نکات/۲۶) میں عاصی ہی لکھتے ہیں۔ شاہ محمد کمال (مجمع الانتخاب قلمی) بھی یہی لکھتا ہے مگر میر حسن دہلوی (تذکرۂ شعرائے اردو/۱۴) تخلص آثمؔ بتاتے ہیں۔ شفیق اورنگ آبادی نے (چمنستانِ شعرا/۴۳۴) میر اور گردیزی کی تقلید کی ہے۔ اسپرنگر ایک جگہ تذکرۂ عشق کے حوالے سے "سید برہان الدین آثمؔ" لکھتا ہے (یادگارِ شعرا/۱۳) دوسری جگہ کہتا ہے "عاصی ۔ خواجہ برہان الدین دہلوی نے بہت سے مرثیے کہے اور ۱۱۶۶ھ میں انتقال کیا (قائم و گردیزی) یہ خواجہ عبداللہ احرار کی نسل سے تھے (سرور) سرور شورش ان کو عاصی لکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تاریخ خوب کہتے تھے" (ما سبق/۱۳۸)

بہرحال اتنے مختلف بیانات کی موجودگی میں یہ فیصلہ کرنا بہت دشوار ہو جاتا ہے کہ ان کا (باقی حاشیہ صفحہ ۲۵۲ پر)

معلوم نہیں مصحفی نے اپنے تذکرۂ شعرا میں کسی آمانی کا نہ حال لکھا نہ کوئی شعر نقل کیا اگر ان سے کچھ فیض پایا ہوتا تو تذکرے میں ان کا نام ضرور رکھتے۔ دلی کے ایک اور شاعر میر امانی نام اسد تخلص تھے جن کا حسب ذیل شعر (کذا) غالب کی طرف نافہمی سے منسوب کیا گیا تو انھوں نے رعایتِ لفظی سے نفرت ظاہر کی۔ (عودِ ہندی)

اسد اس جفا پر بتوں سے وفا کی   مرے شیر شاباش رحمت خدا کی

میر امانی اسد کا کچھ کلام مصحفی نے تذکرۂ ہندی میں نقل کیا ہے اور ان کو جوانِ ظریف مزاج لکھا ہے۔ وہ مصحفی کے ہم عمر تھے (۶) اور اس لائق نہ تھے کہ مصحفی کے ادنیٰ شاگردوں کے بھی استاد ہو سکتے۔ غرض مصحفی کا کسی استاد سے باقاعدہ اصلاح لینا ثابت نہیں ہوتا۔۔۔" [۱]

لیکن یہ سارا قرینہ اور قیاس باطل ہو جاتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ مصحفی کو "شاگردِ میاں مانی" لکھنے والا پہلا تذکرہ نگار محسن علی محسن (فرزند شاہ حسین حقیقت) مؤلف سراپا سخن ہے اور اس نے بغیر کسی سند یا حوالے کے غالباً کسی سنی سنائی روایت پر بھروسا کر کے لکھ دیا ہے۔ اگر محسن کا یہ قول درست بھی ہو تو اس نے "میر امانی" یا "آمانی" کہیں نہیں لکھا۔ صرف "میاں مانی" لکھا ہے۔ سراپا سخن میں متعدد مقامات پر مصحفی کا نام آیا ہے اور ہر جگہ "میاں مانی" ہی ان کے استاد کا نام بتایا گیا ہے۔[۲] اس پر الف کا اضافہ محمد حسین آزاد کے "محتاط قلم" نے کیا ہے۔ اس صورت میں علوی صاحب مرحوم کی مندرجہ بالا تاویلوں کے قبول کرنے کے لیے معمولی سا شائبۂ جواز بھی باقی نہیں رہ جاتا ہے۔ (باقی)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵۱) تخلص "عاصی" تھا یا "آتشی"۔ میر نے یہ مشہور قطعہ ان سے منسوب کیا ہے، اور دوسرے تذکرہ نگار ان کی تقلید یا تائید کرتے ہیں۔

چمن کے تخت پر جس دن شہِ گل کا تجمل تھا   ہزاروں بلبلوں کی فوج تھی اور شور تھا، غل تھا
خزاں کے دن جو دیکھا کچھ نہ تھا جز خار گلشن میں   بتایا باغباں رو رو کے یہاں غنچہ، وہاں گل تھا

(نکات الشعرا / ۱۱۸)

یہ قطعہ دوسرے تذکروں میں لفظی اختلافات کے ساتھ ملتا ہے۔ جن کی تفصیل یہاں غیر ضروری ہے۔

---

[۱] نگار: مصحفی نمبر (جلد ۳۵ شمارہ ۱۰) / ۱۳ [۲] محسن: سراپا سخن (نولکشور۔ ۱۸۶۱ء) / ۵۲ وغیرہ